© rasailojaraid.com

ہار جیت کے فیصلے کا دن

درسِ قرآن سورۂ تغابن-۲

سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

زَعَمَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اَنۡ لَّنۡ یُّبۡعَثُوۡا ؕ قُلۡ بَلٰی وَ رَبِّیۡ لَتُبۡعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلۡتُمۡ ؕ وَ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیۡرٌ ○ (التغابن ۶۴:۷) منکرین نے بڑے دعوے سے کہا کہ وہ مرنے کے بعد ہرگز دوبارہ نہ اُٹھائے جائیں گے۔ ان سے کہو: ”نہیں، میرے رب کی قسم! تم ضرور اُٹھائے جاؤ گے، پھر تمھیں ضرور بتایا جائے گا کہ تم نے (دنیا میں) کیا کچھ کیا ہے، اور ایسا کرنا اللہ کے لیے بہت آسان ہے“۔

یہ بات پہلے تفصیل کے ساتھ بیان کی جاچکی ہے کہ جو لوگ بھی آخرت کا انکار کرتے ہیں وہ اس بنا پر کرتے ہیں کہ ان کی خواہشاتِ نفس یہ چاہتی ہیں کہ ان کو دنیا میں برائیاں کرنے کی کھلی چھوٹ حاصل رہے۔ ان کے لیے کوئی مستقل اخلاقی قانون نہ ہو، نہ کوئی ایسی مستقل قدریں ہوں جن سے انحراف نہ کیا جاسکتا ہو، کیونکہ جو نیکی ہے وہ تو ہر حال میں نیکی ہی رہے گی، اسی طرح جو بدی ہے وہ بھی لازماً اور ہر حال میں بدی ہی رہے گی۔ انسان اس طرح کی قدریں ماننے سے اس لیے انکار کرنا چاہتا ہے کہ وہ اس کی خواہشاتِ نفس پر پابندیاں لگاتی ہیں۔ اسی وجہ سے وہ آخرت کا انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مرنے کے بعد کسی کو دوبارہ زندہ نہیں ہونا ہے۔ یہ بات وہ کسی عقلی دلیل کے ساتھ نہیں کہتا، کیونکہ اگر وہ عقل کی بنیاد پر یہ بات کہتا ہے تو اس سے سوال کیا جائے گا کہ آپ جب پہلے نہیں تھے تو وجود میں کیسے آگئے؟ جب نہ ہونے کے بعد آپ پیدا ہوگئے تو پھر دوبارہ نہ ہونے کے بعد نہ ہونے کی آخر کیا وجہ ہے؟ اگر ناممکن ہوتا تو آپ کا پہلی مرتبہ پیدا ہونا ناممکن ہوتا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جب پہلی مرتبہ پیدا ہونا ممکن ہو گیا تو پھر دوبارہ پیدا ہونا کیسے ناممکن ہے۔ چنانچہ اگر آدمی محض عقل پر بھی مدار رکھے تو وہ کبھی نہیں کہہ سکتا کہ مرنے کے بعد دوبارہ پیدا ہونا ناممکن ہے۔ لیکن چونکہ خواہش نفس یہ کہہ رہی ہے کہ اس بات کو ہرگز نہ مانو، کیونکہ اس کے ماننے سے یہ اور یہ پابندیاں تمھارے اُوپر عائد ہو جائیں گی، اس وجہ سے اپنے طور پر وہ جان چھڑانے کے لیے یہ کہتا ہے کہ مرنے کے بعد دوبارہ پیدا ہونا ناممکن ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر ان کافروں نے اپنی جگہ یہ سمجھ لیا ہے کہ وہ دوبارہ نہیں اُٹھائے جائیں گے تو ان کا یہ گمان سراسر باطل ہے۔

منکرین کے دعویٰ کی حقیقت

زعم کا مطلب ہے اپنی جگہ کسی بات کو سچ سمجھ لینا، جب کہ واقعہ نہ ہو۔ اُردو زبان میں بھی آپ کہتے ہیں تم اپنے زعم میں یہ سمجھتے ہو تو سمجھتے رہو لیکن اس سے حقیقت تو نہیں بدل جائے گی۔ چنانچہ فرمایا: قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ، ان سے کہو کہ تم کیوں نہیں اُٹھائے جاؤ گے۔ ان سے کہو میرے رب کی قسم! تم ضرور اُٹھائے جاؤ گے۔ پھر فرمایا: ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۭ وَذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرٌ ، پھر ضرور تمھیں بتایا جائے گا کہ تم نے (دنیا میں) کیا کچھ کیا ہے اور ایسا کرنا اللہ کے لیے بہت آسان ہے۔

گویا جس چیز سے بچنے کے لیے تم اس کا انکار کر رہے ہو، وہی چیز پیش آ کر رہنی ہے۔ تم اس بات سے بچنا چاہتے ہو کہ کوئی تم سے یہ پوچھے کہ تم دنیا میں کیا کر کے آئے ہو، جو مال تم کو دیا گیا تھا اس کو کس طرح استعمال کیا، جو جسم تم کو دیا گیا تھا اس کی طاقتوں کو تم نے کس طرح استعمال کیا، جو قابلیتیں تم کو دی گئی تھیں ان کو کہاں استعمال کیا۔ غرض، ایک ایک چیز کے متعلق تم سے سوال ہونا ہے۔ تم کو یہ بتایا جائے گا کہ تم یہ یہ کچھ کر کے آئے ہو۔ تمھارا پورا نامۂ اعمال تمھارے سامنے رکھ دیا جائے گا کہ یہ تمھاری زندگی کا کارنامہ ہے ___ اور ایسا کرنا خدا کے لیے بالکل آسان ہے۔

تم اپنی جگہ سمجھتے ہو کہ تمھارا دوبارہ زندہ کر کے اُٹھا دینا بڑا مشکل کام ہے، حالانکہ اللہ کے لیے ایسا کرنا کچھ مشکل نہیں۔ اگر مشکل ہوتا تو تمھیں پہلی بار پیدا کرنا مشکل ہوتا۔ جب ایک دفعہ وہ پیدا کر چکا تو دوبارہ پیدا کرنا اس کے لیے کیسے مشکل ہوگا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے لیے تمام انسانوں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کو اپنے سامنے بیک وقت جمع کر لینا بھی کچھ مشکل نہیں۔ یہ سب کچھ اللہ کے لیے بہت آسان ہے۔ تمھارے سب کے نامہ ہائے اعمال کو لاکر سامنے رکھ دینا، جن میں تمھاری پوری زندگی کا کارنامہ بلاکم وکاست درج ہو، اور جو چیزیں تم بھول بھی گئے ہوگے وہ بھی اس کے اندر موجود ہوں گی۔ یہ سب کچھ تمھارے نزدیک مشکل ہوسکتا ہے مگر اللہ کے لیے نہیں۔ تم اپنی جگہ یہ سمجھ سکتے ہو کہ قیامت تک نہ جانے کتنے ارب کتنے کھرب انسان پیدا ہوچکے ہوں گے، ان سب کے کارنامے کو کون مرتب کرے گا اور کون اسے سامنے لاکر رکھے گا لیکن اللہ کے لیے یہ بالکل آسان ہوگا۔ جو خدا بیک وقت ساری کائنات کو دیکھ رہا ہے اور اس کی تدبیر کر رہا ہے، جو خدا ساری مخلوق کی باتیں ہر وقت سُن رہا ہے اور ان کا جواب دے رہا ہے اس کے لیے کیا مشکل ہے کہ تمام انسانوں کو دوبارہ زندہ کرکے ان کے کارنامے کو بیک وقت ان کے سامنے لاکر رکھ دے۔

اللہ کا نور

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِیْٓ اَنْزَلْنَا ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ○ (۸)

پس ایمان لاؤ اللہ پر، اور اس کے رسولؐ پر، اور اُس روشنی پر جو ہم نے نازل کی ہے۔ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔

اُوپر کے تمام دلائل پیش کرنے کے بعد یہ کہنا کہ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ، اللہ پر ایمان لاؤ، تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ جب حقائق یہ ہیں تو اس کے بعد تمھارے لیے سیدھا راستہ یہ ہے کہ اللہ کو اور اس کے رسولؐ کو مان لو اور اس نور پر ایمان لے آؤ جو ہم نے نازل کیا ہے۔ یہاں نور سے مراد وہ روشنی ہے جو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے انسان کو دی ہے۔ سمجھانا یہ مقصود ہے کہ صرف قرآنِ مجید ہی نور نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک اور آپؐ کی سنت بھی نور ہے۔ اس طرح زندگی کے تمام معاملات میں آپؐ کی چھوڑی ہوئی ہدایات بھی نور ہیں۔ ان سب چیزوں کے مجموعے کو لفظ نور سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یہ ہدایت کی وہ روشنی ہے جو کھول کھول کر بتا رہی ہے کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے، صحیح کیا ہے اور غلط کیا ہے۔ اس نور کی پیروی کرو ـــــ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ کو اس کی خبر ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کفار کی غلط فہمی

اس مقام پر یہ مضمون اس جملے پر ختم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے تمام دلائل فراہم کردیے ہیں۔ اپنا رسول بھیج کر اپنی تعلیمات پہنچادی ہیں اور اس کے ساتھ تمھیں دعوت دے دی ہے کہ ہمارے رسولؐ کو مانو اور اس کی تعلیمات کو مانو۔ اب اس کے بعد اگر کوئی نہیں مانتا تو اللہ ماننے والوں اور نہ ماننے والوں سے اچھی طرح واقف ہے۔ اگر کوئی نہیں مانتا تو وہ صرف یہ کہنے پر نہیں چھوٹ جائے گا کہ صاحب یہ دلائل تو میری عقل میں اُترے ہی نہیں تھے، اس لیے میں نے دین کو نہیں مانا تھا لیکن یہ باتیں وہ صرف انسانوں سے کہہ سکتا ہے، اللہ سے نہیں کہہ سکتا۔ اللہ تعالیٰ اس کو کھول کر بتادے گا کہ تو نے کیوں نہیں مانا تھا۔ آپ لوگوں کے سامنے تو یہ باتیں بنا سکتے ہیں کہ دین حق کی باتیں میرے دماغ میں نہیں اُترتی تھیں لیکن اللہ کو معلوم ہے کہ آپ کے قبولِ حق سے فرار کے اسباب کیا تھے۔ آپ کی خواہشاتِ نفس اصل رکاوٹ تھیں اور آپ کے تعصبات دراصل اس کو قبول کرنے میں مانع تھے۔ آپ نے یہ سوچا کہ اگر میں نے اس حقیقت کو مان لیا تو کنبہ اور برادری چھوٹ جائے گی، جایداد چھوٹ جائے گی، وراثت سے محروم ہوجاؤں گا، اس دین کو قبول کرکے بہت سی تکلیفیں اور مصائب مجھے پیش آسکتے ہیں، تو اس طرح کی بیسیوں رکاوٹیں آدمی کے سامنے آکھڑی ہوتی ہیں۔ تب آدمی حق کو ماننے سے انکار کرتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب کوئی شخص انکار کرتا ہے تو یہ کہہ کر کرتا ہے کہ یہ دین تو میری سمجھ ہی میں نہیں آتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ اس کے قبولِ حق سے انکار کے اصل وجوہ سے اچھی طرح باخبر ہے۔ وہ اس روز ان سب باتوں کی حقیقت اس پر کھول کر رکھ دے گا، ایسے دلائل اور شواہد کے ساتھ کہ آدمی ان کی تردید میں زبان نہیں کھول سکے گا۔ دنیا میں تو اس کی سخن سازی چل سکتی ہے لیکن قیامت کے روز خود اس کا اپنا نفس اس کو بتادے گا کہ تو جھوٹا ہے، اور اللہ جس بات کی تجھے خبر دے رہا ہے، وہ برحق ہے۔

یوم التغابن

يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ط وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ط ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا

© rasailojaraid.com